تھی۔ لشکر بوکے کی اس خوشحالی کی خبریں سن کر لشکر کوچک کے دیگر خاندانوں نے بھی اس علاقے کی طرف ہجرت کرنا شروع کر دی جس کے نتیجے میں اس محدود علاقے کی چراگاہوں اور زرخیز زمینوں پر آبادی کا دباؤ بڑھنے لگا۔ چنانچہ انیسویں صدی کی تیسری دہائی میں لشکر بوکے کے خاندانوں کی لشکر کوچک کے علاقوں کی طرف واپسی شروع ہوگئی۔ اسی دوران لشکر بوکے میں اقتدار کے لیے رسہ کشی شروع ہوگئی تھی اور اندرونی خلفشار بڑھنے لگا تھا جس کی وجہ سے اس کے اندرونی معاملات میں روسی مداخلت بڑھنے لگی تھی۔

۱۸۴۵ء میں خان جہانگیر کی وفات کے بعد روسیوں نے بوکے لشکر میں خان کے عہدہ کو ختم کرتے ہوئے نیا نظام متعارف کرایا۔ جہانگیر خان کے بھائی عادل بوکے اولی خان کی قیادت میں ایک چار رکنی عبوری انتظامی کونسل کی تشکیل کی گئی۔ اس کونسل میں دو ماتحت سلطانوں (شوکے نور علی خان اولی اور بوکے خان اولی) کے ساتھ ساتھ روسی وزارت برائے سرکاری جائیداد کے ایک اہل کار کو بھی نمائندگی دی گئی۔ بعد میں بوکے لشکر میں اختیارات کی مزید تقسیم کا نظام متعارف کرایا گیا اور قبائلی سالاروں (clan commanders) کی سربراہی میں متعدد ذیلی یونٹ قائم کیے گئے۔ ۱۸۵۳ء تک ان تمام سالاروں کو (لشکر کی) مرکزی حکومت کی عبوری کونسل میں رکنیت دے دی گئی۔ ۱۸۵۸ء میں کونسل کے ممبران کی تعداد ۲۴ تک پہنچ گئی تھی اور اب یہ ''سالار'' اپنے آپ کو سلطان کہلانے لگے تھے۔ ان میں سے اکثریت کا تعلق بوکے خاندان سے تھا۔ اس دوران روسی قازقوں کے دیگر لشکروں کو تابع فرمان کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ چنانچہ ۱۸۵۸ء میں انہوں نے سٹیپ کے قازق علاقوں میں مزید انتظامی اصلاحات کے لیے اگناتیئف کو علاقے کا سروے کرنے کے لیے بھیجا۔ اگناتیئف کی رپورٹ کی روشنی میں ۱۸۶۳ء میں سٹیپ اور ترکستان کی نئی مقبوضات میں نیا انتظامی نظام متعارف کرانے کے لیے ایک سپیشل کمیشن کا قیام عمل میں آیا[۶۳]۔ ۱۸۶۳ء تک چونکہ قازقستان کے تمام علاقوں پر روسیوں کا قبضہ مستحکم ہو چکا تھا اس لیے اس کے بعد کے حالات پر بحث سے قبل قازق متحدہ مرکزی خانیت کی تاریخ اور اس کے بعد مختلف لشکروں میں خود مختار خانیتوں کے ساتھ روسی تعامل (interaction) کے مطالعہ کی طرف واپسی ضروری معلوم ہوتی ہے۔

خود مختار قازق خانیتوں کے ظہور کا پس منظر

خان قاسم (۱۵۰۹ء-۱۵۱۸ء) کے عہد تک قازق خانیت ایک مکمل وحدت کے طور پر برقرار رہی۔ اس کے دور میں قازق خانیت کی حدود میں زبردست توسیع ہوئی اور نتیجتاً

وسعت پذیر سرحدات کی حفاظت کے لئے مقامی آبادی کے سرداروں کو ایک حد تک فوجی کمانڈروں کی حیثیت مل گئی تھی تاہم یہ کمانڈر خان کے تابع فرمان ہوتے تھے۔ ۱۵۲۳ء میں قاسم خان کی وفات کے بعد اس کے جانشین اس صورت حال کو برقرار نہ رکھ سکے، جس کے نتیجے میں قازقوں کے تینوں ذیلی لشکروں نے فوجی تشکیلات کی بجائے سیاسی وحدتوں کے طور پر اپنے آپ کو منوانا شروع کردیا، مگر قازقوں کی اس نئی تقسیم کے باوجود جانی بیگ، کیرائی، بیوندک اور قاسم کے خاندانوں کے خانوں کی مرکزی حیثیت ۱۷۱۸ء تک برقرار رہی۔ ذیلی لشکروں کے خان بالعموم مرکزی خان کی بالادستی کو تسلیم کرتے تھے اور بوقت ضرورت اپنی افواج مرکزی حکومت کی کمان میں لڑنے کے لیے بھیجنے کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ متحدہ مگر لامرکزی قازق خانیت کا یہ دور علاقائی خانوں کی محدود خود مختاری سے عبارت ہے۔ اس دور کی ابتدا قاسم خان کے بیٹے ممش خان (دوراقتدار ۱۵۲۳ء - ۱۵۲۴ء بمطابق اولکاٹ اور ۱۵۱۸ء - ۱۵۲۳ء بمطابق جی - آر - ایچ ، بریٹانیکا) کے دوراقتدار سے ہوئی۔ ممش خان کے دوراقتدار میں قازقستان میں حالات پرسکون رہے اور بیرونی سرحدات پر بھی کسی قسم کی نئی سرگرمیاں ظہور پذیر نہ ہوئیں۔ ممش خان کی جانشینی طاہر خان (دوراقتدار: ۱۵۲۳ء - ۱۵۳۳ء) کے حصے میں آئی جو یا تو قاسم خان کا بیٹا تھا اور یا بھتیجا (مورخین میں اس بارے میں اختلاف پایا گیا ہے)۔ طاہر خان نے اپنے باپ (یا چچا) قاسم خان کی پالیسوں کے تسلسل میں اپنی سلطنت کو توسیع دینے کا پروگرام ازسرنو شروع کیا اور تاشقند پر حملہ آور ہوا لیکن قسمت نے اس کی یاوری نہ کی اور وہ کامیاب نہ ہوسکا۔ ۱۵۳۳ء میں بویداشے خان کو قازقوں کا مرکزی خان منتخب کیا گیا۔ بویداشے خان کے قاسم خان سے رشتہ سے متعلق معلومات دستیاب نہیں ہوسکی ہیں۔ بویداشے خان ۱۵۳۳ء سے ۱۵۳۸ء تک قازقوں کا متحدہ اور مرکزی خان رہا۔ اس دوران اس نے مغربی قازقستان کے ماتحت مگر طاقتور خان احمد خان اور سمرچیا کے ماتحت خان ترگون خان کے ساتھ مل کر سٹیپ کے علاقے کی معاشی اور اقتصادی حالت بہتر بنانے پر توجہ مرکوز رکھی۔ بویداشے خان اور ماتحت خانوں کے مابین بہتر تعلقات کار نے علاقے میں سیاسی استحکام کو فروغ دیا اور نتیجتاً سٹیپ اور ترکستان کے شہری علاقوں کے مابین تجارتی سرگرمیوں میں زبردست اضافہ ہوا۔ سیگناک، سیرام اور یاسی (موجودہ ترکستان) شہروں کی تعمیر نو ہوئی جو بعد میں کاشغر اور ماوراءالنہر کے تجارتی کاروانوں کے لیے زبردست کشش کا باعث بنے۔ ان شہروں کی تعمیر سے قازقوں کو نئی تجارتی منڈیاں ملیں جس سے ان کی معیشت میں تجارت کے ایک نئے دور کا اضافہ ہوا۔

۱۵۳۸ء میں قاسم خان کے ایک اور بیٹے حق نذار خان کو مرکزی قازق خانیت کے سربراہ کے طور پر منتخب کیا گیا۔ حق نذار خان (دور اقتدار: ۱۵۳۸ء-۱۵۸۰ء) قاسم خان کا لائق ترین جانشین تھا۔ اس نے اپنے باپ کے عہد کی قازق خانیت کی شانَ و شوکت واپس لانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ وہ ذیلی لشکروں کے خانوں پر کلی طور پر حاوی ہونے میں کامیاب رہا چنانچہ اسے قازقوں کا متحدہ خان تسلیم کیا گیا۔ ۱۵۵۰ء کی دہائی میں وہ نوغائی قبائل کے مشرقی علاقوں کو زیر نگیں کرنے میں کامیاب ہوا اور ۱۵۶۰ء کی دہائی میں اس نے مغولستان (منگولیا) پر مسلسل حملے کئے تاہم اس کی موخرالذکر مہمات کامیاب نہ ہو سکیں۔ اس کے بعد اس نے اپنی ساری توجہ سیر دریا کے علاقے اور اس کے مشرقی کنارے پر آباد تجارتی مراکز- تاشقند اور سمرقند- کو قازق خانیت میں شامل کرنے پر مرکوز کر دی۔ تاشقند کے فرمانروا بابا سلطان اور بخارا کے امیر عبدل دوم (عبداللہ بن سکندر) کے مابین علاقائی تنازعات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حق نذار خان نے بڑی ہوشیاری سے اپنا وزن مختلف اوقات میں دونوں میں سے کسی ایک فریق کے پلڑے میں ڈال کر تاشقند کے قرب وجوار کے بعض علاقے حاصل کئے۔ ۱۵۸۰ء میں ماوراءالنہر کے علاقوں پر کنٹرول کے لیے لڑی جانے والی ان لڑائیوں میں حق نذار خان کو قتل کر دیا گیا۔

حق نذار خان کے بعد (سابق خان) طاہر کا بھتیجا شگائی قازقوں کا مرکزی خان منتخب ہوا۔ جس نے ۱۵۸۰ء سے ۱۵۸۲ء تک محض دو سال کے لیے قازقوں پر حکومت کی۔ شگائی کا بیٹا توکل خان (دور اقتدار: ۱۵۸۲ء-۱۵۹۸ء؛ مغربی مآخذ میں روسیوں کے تتبع میں اسے تولکل خان لکھا گیا ہے) مرکزی قازق خانیت کا ایک اور کامیاب حکمران ثابت ہوا۔ اس نے ۱۵۸۲ء میں تاشقند کے فرمانروا بابا سلطان کو شکست سے دوچار کیا اور اس کے کٹے ہوئے سر کے بدلے بخارا کے امیر عبدل دوم سے دریائے زرفشاں کی وادی کا علاقہ حاصل کیا۔ ۱۵۸۶ء میں سب ماتحت خانوں اور سلطانوں نے اس کی مرکزی قیادت کو تسلیم کیا اور اس کی قیادت میں سیر دریا کے طاس کے شہروں پر کنٹرول کے لیے مشترکہ فوجی مہمات میں شریک ہوئے۔ ۱۵۹۸ء میں اپنی وفات سے قبل توکل خان ترکستان، تاشقند اور سمرقند کے شہروں پر قبضہ مستحکم کر چکا تھا، مزید بر آں اس نے بخارا پر بھی قبضہ کر لیا تھا لیکن اس شہر پر وہ اپنا قبضہ زیادہ دیر تک برقرار نہ رکھ سکا[۱۴]۔

توکل خان کی وفات کے بعد اسم خان (دور اقتدار: ۱۵۹۸ء-۱۶۲۸ء) کو قازقوں کے مرکزی خان کا عہدہ ملا۔ اسم خان نے برسر اقتدار آکر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ بخارا کے

امیر عبداللہ کے ساتھ معاہدہ امن پر دستخط کئے جس کی رو سے امیر بخارا نے سیر دریا کے علاقے پر قازق بالادستی کو تسلیم کر لیا۔ تاہم امیر بخارا کے ساتھ طے پانے والے اس سمجھوتے کے فوری بعد امیر بخارا عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔ امیر عبداللہ کے بعد بخارا میں استراخانی سلطنت کا بانی باقی محمد بر سر اقتدار آیا۔ باقی محمد نے سابق امیر بخارا کے قازقوں کے ساتھ معاہدہ کو منسوخ کرتے ہوئے سیر دریا کے علاقے پر ان کے تسلط کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ قازقوں کے لئے بخارا کا نیا حکمران خطرے کی علامت بن گیا۔ دوسری طرف مشرق میں قازقوں کے پڑوس میں جنگار کلموکوں کی ایک طاقتور مملکت کا از سر نو ظہور ہوا جس کی نظریں قازق علاقوں پر لگی ہوئی تھیں۔ ۱۶۳۰ء تک کلموکوں کی اس ابھرتی ہوئی سلطنت میں مغربی منگولیا، دریائے ایلی کا علاقہ اور موجودہ قازقستان میں شامل سمر چیا کے مشرقی علاقے شامل کر لئے گئے تھے۔ کلموکوں نے اولاً سرحدی علاقوں میں قازق گلہ بانوں کے مویشیوں اور ریوڑوں کو چھیننا شروع کیا اور پھر بتدریج قازقستان کے تجارتی مراکز اور یہاں کا رخ کرنے والے تجارتی کاروانوں کو اپنے حملوں کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ ان حملوں کے نتیجے میں قازق علاقوں کے ساتھ مشرقی ترکستان (کاشغیریا) کی تجارت ختم ہو کر رہ گئی۔ ماوراء النہر سے بھی قازق علاقوں میں تجارتی کاروانوں کی آمد متاثر ہوئی۔ قازقوں کے معاشی نظام میں تباہی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ قازقوں نے اپنی تباہ ہوتی ہوئی معیشت کے پیش نظر ماوراء النہر کے تجارتی مراکز کا رخ کرنا شروع کر دیا۔ کلموکوں کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے پیش نظر خود ماوراء النہر کی تجارتی اہمیت بھی متاثر ہوئی تھی۔ چنانچہ یہاں کے باسی اجنبی قازقوں کی آمد کو اپنی معیشت پر اضافی بوجھ سمجھنے لگے تھے۔ مقامی لوگوں کی نوواردوں کے خلاف مزاحمت کے نتیجے میں مسلح جھڑپیں بھی ہوئیں جن میں قازقوں کے علاوہ کرغیزوں، کاراکلپاک کے زراعت پیشہ قبائل، بخارا اور خیوا کے شہریوں کے علاوہ روسیوں اور افغانوں نے بھی حصہ لیا۔ دراصل یہ سب گروہ کلموکوں کی تیز رفتار پیش قدمی کے نتیجے میں خطے کی معیشت کے تباہ ہونے سے متاثر ہوئے تھے، اور محدود اقتصادی مواقع سے استفادہ کے لیے ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار تھے[۶۵]۔

ایک لاکھ جنگجوؤں پر مشتمل کلوک افواج نے سترہویں صدی کی پہلی دو دہائیوں میں قازق علاقوں کا رخ کیا اور ۱۶۲۰ء تک اومی، ٹوبول، اشیم اور ارتیش دریاؤں کے علاقوں پر اپنا تسلط جما لیا۔ اب کلموک سائبیریا میں روسی مقبوضات کی سرحدوں تک پہنچ گئے تھے۔ روسیوں نے اس موقع پر کلموکوں کی طرف سے قازق علاقوں پر یلغار کی مزاحمت میں قازقوں

کی کوئی مدد نہیں کی۔ اولاً روسی افواج اس موقعہ پر بالٹک سے لے کر سائبیریا کے علاقوں میں پھیلی ہوئی تھیں۔ ثانیاً روسیوں نے قازقوں کی طاقت ٹوٹنے کا انتظار کرنا مناسب سمجھا۔ انہوں نے فرض کر لیا تھا کہ کلموک جنگاریوں پر چائینز آخر کار قابو پالیں گے اس لئے ان کے لیے ان کی پیش قدمی روکنے کے بجائے مفتوح اور مغلوب قازقوں کا امداد کے لیے ان کی طرف ہاتھ بڑھانے کا انتظار کرنا زیادہ سود مند تھا۔ اسی پس منظر میں سترھویں صدی کے اواخر تک روسی قازقستان میں کلموک پیش قدمی کے خاموش تماشائی بنے رہے۔

اس دوران کلموکوں نے اپنے سربراہ خنتاجی باتور (یا باتیر) کی قیادت میں جنوبی قازقستان پر حملے جاری رکھے۔ اس دوران ۱۶۲۸ء میں قازق خانیت کی سربراہی سابقہ خان اسم خان کے بیٹے جہانگیر خان (دور اقتدار: ۱۶۲۸ء-۱۶۸۰ء) کے حصے میں آئی۔ جہانگیر خان ۱۶۴۳ء میں کلموک حملہ آوروں کی پیش قدمی روکنے میں کامیاب ہوا۔ کلموک اس شکست کے بعد نئے حملوں کی تیاری کر رہے تھے کہ اس دوران پیکنگ میں مانچو خاندان (Man-chu Dynasty) کا اقتدار قائم ہو گیا۔ مانچو حکمران مغربی سائبیریا (بشمول کلموکوں کی جنگار سلطنت) پر خلکا منگول قبائل کی دعویداری کے حامی تھے۔ چنانچہ ۱۶۸۱ء تک کلموک مشرق میں اپنے حریفوں کے ساتھ برسرپیکار رہے۔ اسی دوران کلموک جنگاری چین کے مانچو حکمرانوں کی بالادستی قبول کرنے پر مجبور کر دیے گئے۔

۱۶۸۰ء میں جہانگیر خان کا بیٹا خان توکے (دور اقتدار: ۱۶۸۰ء-۱۷۱۸ء) اپنے باپ کی موت کے بعد قازقوں کے مرکزی خان کے منصب پر فائز ہوا۔ خان توکے کے دور حکومت میں جنگار کلموک (چینی بالادستی قبول کر لینے کے نتیجے میں اپنے منگول حریفوں کے ساتھ صلح کے بعد) دوبارہ پوری شدت سے قازق علاقوں پر حملہ آور ہوئے۔ اس دوران جنگاریا کے کلموکوں کا سربراہ خنتاجی گلدان (یا گالدان، انگریزی: Galdan) تھا۔ خنتاجی گلدان ۱۶۸۱ء سے ۱۶۸۵ء تک کے عرصہ میں جنوبی قازقستان کے تقریباً تمام علاقوں پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ کلموکوں نے اس علاقے میں قازق شہروں (مثلاً سیرام) وغیرہ کو مکمل طور پر تباہ کر دیا اور سیر دریا کے علاقے میں تمام تجارتی شاہراہوں پر کنٹرول قائم کر لیا۔ نتیجتاً قازق علاقوں کے راستے تمام تجارتی سرگرمیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اٹھارہویں صدی کے اوائل میں خنتاجی گلدان کا جانشین سیوانگ ربتان (Tsewan Rabtan) دریائے ساریسو عبور کر کے قازقوں کے لشکر میانہ کے شمال مشرقی علاقوں پر حملہ آور ہوا اور مرکزی خانیت کے خان توکے کے خان کے دارالسلطنت ترکستان شہر کا محاصرہ کر لیا۔ یہی وہ مرحلہ ہے

جب تمام قازق قبائل اور خانوادوں کے سربراہوں اور نمائندوں نے اپنی افواج کو صحرائے قراقورم میں مجتمع کیا تاکہ کلموکوں کی یلغار کے آگے بند باندھا جا سکے۔ ۱۷۱۶ء کے بعد قازقوں کی یہ متحدہ افواج بھی حملہ آور کلموکوں کی مزید پیش قدمی روکنے میں ناکام رہیں۔ کلموکوں نے اسی سال قازقوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے دریائے ایلی کو عبور کیا اور ۱۷۱۸ء تک دریائے ایاگوز (Ayaguz) اور دریائے انیسی (Anysi) تک کے علاقوں کو زیر نگیں کر لیا۔

اسی دوران میں روسیوں نے کمزور، نڈھال اور اقتصادی طور پر تباہ و برباد قازقوں کے علاقوں پر مستقبل میں ماسکو کے مکمل کنٹرول کے لئے منصوبہ بندی شروع کر دی تھی۔ ۱۷۱۶ء سے ۱۷۱۸ء کے عرصہ میں جب قازق کلموک حملہ آوروں سے نبرد آزما تھے، روسی سٹیپ کے قازق علاقوں کی سرحدات پر قلعہ بندیوں کی تعمیر میں مصروف تھے۔ یہ قلعہ بندیاں مغربی سائبیریا سے متصل قازق علاقوں میں تعمیر کی گئیں۔ بعد میں ''اورنبرگ قلعہ بند سلسلہ'' (Orenburg fortified line) بھی تعمیر کیا گیا۔ ۱۷۲۳ء میں کلموکوں نے تباہ حال قازقوں کو مزید پیچھے دھکیلتے ہوئے کراتاو پہاڑیوں کو عبور کر کے وادی تالاس پر قبضہ کر لیا۔ کلموکوں کے وادی تالاس پر حملے کے وقت قازق یہاں سے اپنے سرمائی خیموں کو اکھیڑ کر اپنے ریوڑوں اور مویشیوں کے گلوں کو گرمائی ہجرت کے مقامات کی طرف ہانکنے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ کلموکوں کا حملہ ان کے لئے بالکل اچانک تھا۔ چنانچہ وہ اپنے ریوڑ، مویشی اور جملہ متاع و اسباب چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہوئے۔ قازقوں کی تاریخ میں اس شکست اور پسپائی کو ''اقتابان شوبیر ندی'' (عظیم افتاد) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ۱۷۲۳ء سے ۱۷۳۵ء تک کے عرصہ کے دوران کلموکوں نے سیر دریا کے طاس کے علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا اور یہاں کے شہروں یاسی (ترکستان) اور حتیٰ کہ تاشقند کے شہروں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ نتیجتاً یہاں آباد لشکر بزرگ کے قازق قبائل اپنا آبائی وطن اور تمام تر مال و متاع چھوڑ کر خیوا اور بخارا کے علاقوں کی طرف بھاگنے پر مجبور ہوئے۔

دوسری طرف لشکر کوچک اور لشکر میانہ کے قازق قبائل بھی کلموک حملہ آوروں سے مغلوب ہو کر مغرب اور شمال۔ مغرب میں روسی سرحدات سے متصل علاقوں کی طرف ہجرت پر مجبور ہوئے۔ اس وقت قازقوں کا مرکزی خان ابوالخیر تھا۔ خان ابوالخیر کو ۱۷۱۸ء میں خان تو کے کی وفات کے بعد خان چنا گیا۔ اس کا دور حکمرانی ۱۷۱۸ء سے ۱۷۴۹ء ہے۔ خان ابوالخیر ہی منقسم قازق لشکروں کا آخری متحدہ خان تھا۔ اس کے دور ہی میں لشکر کوچک اور لشکر میانہ میں مستقل خانوں کا ظہور ہوا۔ لشکر بزرگ کے اکثر قبائل قازق علاقوں کو چھوڑ

کر جنگاریا اور ماوراء النہر کے علاقوں کی طرف ہجرت کر گئے تھے اس لیے ان میں مستقل خانیت کا ظہور نہ ہو سکا۔ البتہ مشرقی سمرچیا کے علاقے میں رہ جانے والے لشکر بزرگ کے بعض قبائل انیسویں صدی کے اوائل میں ایک حد تک خود مختار سیاسی وحدت تشکیل دینے میں کامیاب ہوئے۔ اس لشکر کے بچے کچھے لوگ لشکر میانہ اور لشکر کوچک میں شامل ہو گئے تھے۔ لشکر کوچک بحیرہ آرال کے شمال مغرب میں وولگا- یورال کے علاقوں میں آباد ہو گیا اور لشکر میانہ نے سیر دریا اور بحیرہ آرال کے شمال میں روسی سرحدات تک کے علاقوں کو اپنا مسکن بنا لیا۔

قازق قبائل اور لشکروں کی طرف سے اپنے علاقوں سے ہجرت کے بعد کلموکوں کی قازق علاقوں میں پیش قدمی مزید آسانی ہو گئی۔ چنانچہ ۱۷۲۸ء میں انہوں نے جھیل تنگیز کے اردگرد کے علاقوں پر اپنا تسلط جمایا اور جنوب میں چمکنت شہر کے لیے خطرے کی علامت بن گئے۔ کلموکوں نے جھیل بلکاش اور وسطی قازقستان میں لشکر کوچک اور لشکر میانہ کے خالی کردہ علاقوں کو بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔

یہ وہ وقت تھا جس کا روسیوں کو شدت سے انتظار تھا۔ کلموکوں کے خلاف روسی مدد کے بغیر قازق شاید علاقہ چھوڑ کر کسی اور طرف ہجرت پر مجبور ہو جاتے جس کے نتیجے میں نسبتاً طاقتور کلموک روسی سرحدات تک پہنچ جاتے۔ مزید یہ کہ وہ جنوبی سائبیریا میں روسی مقبوضات کے لئے خطرے کی علامت بن سکتے تھے[۲۶]۔ خود قازقوں کی یہ حالت ہو چکی تھی کہ بیرونی امداد کے بغیر ان کی بقا خطرے میں پڑ گئی تھی۔ تاہم اس کے باوجود قازق عوام روسی امداد کے بدلے سینٹ پیٹرزبرگ کے زاروں کی رعایا بننے کے لیے تیار نہیں تھے۔ چنانچہ قازقوں کے خان ابو الخیر نے اپنے عوام اور ماتحت سلاطین کو اعتماد میں لئے بغیر ۸ ستمبر ۱۷۳۰ء کو زارینہ آنا ایونوونا کے نام ایک خط بھیجا جس میں درخواست کی گئی کہ زارینہ اسے اپنی رعایا کے طور پر قبول کر کے اسے روسی شہریت سے نوازے[۲۷]۔ زارینہ نے ابو الخیر کی اس درخواست کو قبول کرتے ہوئے کڑی شرائط کے ساتھ اسے روسی شہریت دینے کا فیصلہ کیا۔ ان شرائط کی رو سے قازق قبائل کے گرمائی اور سرمائی ہجرت کے علاقوں کی تحدید کا حق روسی حکومت کے اختیار میں دے دیا گیا۔ اور قازقوں کو روسی تجارتی کاروانوں کے تحفظ کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ۲۶ مارچ ۱۷۳۱ء کو لکھے گئے زارینہ کے اس جوابی خط کو روسی کالج برائے خارجہ امور کے ایک تاتار مسلمان مترجم مرزا قتلو محمد (روسی نام: الیگزنڈر آئیوانووچ توکلیف) نے ابو الخیر تک پہنچایا۔ خان ابو الخیر، اس کے بیٹوں نور علی اور ایر علی اور اس کے دیگر